﴿أهؤلاء من الله عليهم من بيننا﴾ (الأنعام:٥٣) ''اچھا یہی وہ حضرات ہیں جن کو اللہ نے ہمارے درمیان سے خاص احسان فرمانے کے لیے منتخب فرمایا ہے؟!'' جواباً اللہ کا ارشاد ہے ﴿أليس الله بأعلم بالشاكرين ۝﴾ (الأنعام:٥٣) ''کیا شکر گزاروں کو پہچاننے میں اللہ سب سے برتر و اعلیٰ نہیں؟!''

امریکہ اور مغربی ممالک بھی اسی اسلوب پر عمل پیرا ہیں۔ وہ بھی مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔

کتب تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ دور نبوت میں جن لوگوں نے تمسخر اور استہزاء کا بیڑہ اٹھایا ان میں سے ہر ایک بدترین انجام سے دوچار ہوا۔ انہیں اللہ نے ہمیشہ کیلئے عبرت کا نشانہ بنایا، جیسے ابولہب، ابوجہل، امیۃ بن خلف، عتبہ، شیبہ اور دیگر دشمنان اسلام تاریخ کا سیاہ حصہ بن گئے۔ اسی طرح اس دور میں بھی قبیح و شنیع کردار ادا کرنے والوں کا انجام بھی عبرت ناک ہوگا۔

ان شاء اللہ

نعت رسالت مآب ﷺ

اختر شیرانی

اگر اے نسیم سحر ترا گزر ہو دیارِ حجاز میں
مری چشم تر کا سلام کہنا حضورِ بندہ نواز میں

تمہیں حدِ عقل نہ پا سکی ، فقط حال اتنا بتا سکی
کہ تم ایک جلوۂ راز تھے جو عیاں ہے رنگِ حجاز میں

نہ جہاں میں راحتِ جاں ملی ، نہ متاعِ امن واماں ملی
جو دوائے دردِ نہاں ملی تو ملی بہشت حجاز میں

عجب اک سرور سا چھا گیا ، مری روح و دل میں سما گیا
ترا نام نامی جو آ گیا مرے لب پہ جب بھی نماز میں

کروں نذر نغمہ جانفزا میں کہاں سے اخترِ بے نوا
کہ سوائے نالۂ دل نہیں مرے دل کے غمزدہ ساز میں

آخری سہارا

فردوس جمال متعلم جامعہ دارالعلوم

تحفظِ ناموسِ رسالت کا جذبہ مسلمان کی متاعِ عزیز ہے۔ یہ پاکیزہ جذبہ ایمان وتقویٰ کے حساب سے قلوب واذہان میں موجزن ہوتا ہے۔لیکن بعض اوقات کسی پاپی کا بھی یہ جذبہ نقطۂ عروج کو پہنچ جاتا ہے، جسے یارلوگ عشق کا نام دیتے ہیں۔اس مضمون کواسی لیے شامل اشاعت کیا جارہا ہے کہ اس قسم کےلوگوں کے جذبات کی بھی عکاسی ہوسکے۔ سیکرٹری

اختر شیرانی اردو کے مشہور شاعر گزرے ہیں، لاہور کے عرب ہوٹل میں ایک دفعہ کمیونسٹ نوجوانوں نے ان سے مختلف موضوعات پر بحث چھیڑدی۔اس وقت تک وہ دو بوتلیں چڑھا چکے تھے اور ہوش قائم نہ تھے،رعشہ طاری تھا حتیٰ کہ الفاظ بھی ٹوٹ پھوٹ کرنکل رہے تھے۔ادھر''انا'' کا یہ حال تھا کہ''ہم چومن دیگرے نیست''۔شاعر تو شاذ ہی کسی کو مانتے ہیں۔ایک نوجوان نے ''فیضؔ'' کے بارے میں سوال کیا......طرح دے گئے۔''جوشؔ'' کے متعلق پوچھا......''وہ ناظم ہے۔''سردارؔ جعفری کا نام لیا ......مسکرادیے۔''فراقؔ'' کا ذکر چھیڑا......''ہوں ہاں'' کرکے چپ ہوگئے۔''ساحرؔ لدھیانوی'' سامنے بیٹھے تھے......فرمایا:مشق کرنے دو۔ظہیرؔ کاشمیری......کہا:''نام سنا ہے''۔احمد ندیم قاسمی؟فرمایا: میرا شاگرد ہے۔

نوجوانوں نے دیکھا کہ ترقی پسند تحریک ہی کے منکر ہیں، تو بحث کا رخ ہی پھیر دیا۔حضرت !فلاں پیغمبر کے بارے میں کیا خیال ہے؟زبان پر قابو نہیں تھا،لیکن چونک کرفرمایا......''کیا بکتے ہو؟ادب وانشاء یا شعروشاعری کی بات کرو۔کسی نے فوراً ''افلاطون'' کی طرف رخ موڑ دیا......ان کے مکالمات کی بابت کیا خیال ہے؟''ارسطو''اور''سقراط'' کے بارے میں سوال کیا،مگر اس وقت وہ بڑے موڈ میں تھے۔فرمایا:''اجی!پوچھو یہ کہ ہم کون ہیں؟ یہ ارسطو،افلاطون یا سقراط آج ہوتے تو ہمارے حلقے میں بیٹھتے......ہمیں ان سے کیا،ان کے متعلق رائے دیتے پھریں۔''

اس لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے فائدہ اٹھا کر ایک ظالم کمیونسٹ نے سوال کیا''**آپ کا پیغمبر اسلام محمد (ﷺ) کے بارے میں کیا خیال ہے؟**''............یہ سنتے ہی جیسے وہ ہوش میں آگئے، فوراً سنبھل کر بیٹھ گئے،بلور کا گلاس اٹھا کر سوال کرنے والے کے دے مارا اور گرج کے یوں بولے جیسے کوئی برق تڑپی ہو۔''**بدبخت!ایک عاصی سے سوال کرتا ہے!ایک سیہ رو سے یہ پوچھتا ہے!ایک فاسق سے کیا کہلوانا چاہتا ہے!؟!**''تمام جسم کانپ رہا تھا......رونا شروع ہوگئے......گھگھی بندھ گئی......''**ایسی حالت میں تم نے یہ نام کیوں لیا!؟!**''آنکھیں سرخ ہورہی تھیں۔**تمہیں جرأت کیسے ہوئی؟!گستاخ!بے ادب......''باخدا دیوانہ باش،وبامحمد ہوشیار''اس شریر**